

## 283602-اماندار مسلمان تاجر کی خوبیاں

### سوال

کاروبار کرنے کے حوالے سے بنیادی اصول اور حدود کیا ہیں؟ میرا مطلب یہ ہے کہ اب مارکیٹ میں میرے مقابلے میں کافی دکاندار ہیں، ان میں سے چند اپنے کاروباری حریفوں کی مسلسل جاوسی کر رہے ہیں، اور کچھ اپنے حریف کو اس بنیاد پر کھل دیتے ہیں کہ "کاروبار میں کوئی ترس نہیں کھاتا" یا حریفوں کو کچھی کا کام اس بنیاد پر کرتے ہیں کہ: "اگر میں اسے آج نہیں دباتا تو کل وہ مجھے دبادے گا۔" تو اس صورت حال میں مجھے اپنے کاروباری حریفوں کے ساتھ کیا کرنے کی اجازت ہے؟ مزید یہ بھی بتلانیں کہ گاہکوں کے ساتھ ڈیل کرنے لیے کیا مجھے یہ حق ہے کہ میں کچھ بھاڑے کے لوگوں کو لاؤں اور وہ میرے پاس آنے والے گاہکوں کو میری مصنوعات خریدنے کا مشورہ دیں، میرے گاہک انہیں یہ سمجھیں کہ وہ بھی انہی کی طرح خریدار ہی ہیں حالانکہ وہ گاہک نہیں ہیں بلکہ میرے اپنے کارندے ہیں۔ اس کا مقصد یہ ہے کہ لوگوں کو میری مصنوعات اور چیزوں کے بارے میں علم ہو کہ میری چیزیں بالکل اصلی ہیں تو اس کا کیا حکم ہو گا؟ اور یہ بھی بتلانیں کہ کیا اپنی امانداری کو ظاہر کرتے ہوئے مجھے پر یہ لازم ہے کہ میں اپنی چیزوں کی اجزاء تک بھی بھی بتلاؤں، حالانکہ یہ چیزیں کسی بھی اور تاجر جوں کے راز ہوتی ہیں؟ گاہکوں اور تجارتی حریفوں کے ساتھ تعامل کرنے کے لیے بہت سے مشکوں طریقوں کی موجودگی میں، میں ایک ایماندار تاجر کی بے بن سختا ہوں؟ نیز کیا آپ مجھے ایسی کتابیں بتلانیں گے جن کو تاجر روزانہ کی بنیاد پر زیر مطالعہ رکھے اور ان سے رہنمائی حاصل کرے؟

### پسندیدہ جواب

اول:

تاجر حضرات کو متعدد خوبیوں اور اخلاق حسنہ کا حامل ہونا چاہیے، تاکہ ان کی بدولت اللہ تعالیٰ اس کی تجارت اور رزق میں برکت فرمائے۔

ان متعدد خوبیوں میں سے چند درج ذیل ہیں:

- تجارت میں مشغول ہو کر عبادت عدم توجہ کا شکار نہ ہو، لہذا نمازیں، اور اللہ تعالیٰ کامالی حق وقت پر ادا کرے؛ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ایسے مومن بندوں کی مدح اور تو صیف بیان کی ہے جنہیں تجارت، اطاعت الہی سے مشغول نہیں کر پاتی، چنانچہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

(رِبَّ الْجَنَّاتِ لَا تَنْهِيْسْ تِجَارَةً وَلَا تَنْعِنْ ذِكْرَ اللَّهِ وَلَا قَامُ الْعَشَّلَةَ وَلَا شَاءَ الرَّجُقَ قَسْعَوْنَ يَوْمًا تَنْقَبَ بِفَيْرِ الْقَلْوَبِ وَالْأَبْصَارِ \* لَبَّجِرِ بَعْثَمُ اللَّهَ أَخْسَنَ مَا عَمَلُوا وَمِنْهُمْ يَنْهَا مِنْ فَغْلِهِ وَاللَّهُ يَرْزُقُ مَنْ يَشَاءُ بِغَيْرِ حَسَابٍ).

ترجمہ: ایسے مرد جنہیں تجارت اور خرید و فروخت اللہ کے ذکر، نماز قائم کرنے اور رزک ادا کرنے سے غافل نہیں کرتی وہ اس دن سے ڈرتے ہیں جس دن بہت سے دل اور بہت سی آنکھیں اللہ پلٹ ہو جائیں گی [37] اس ارادے سے سے کہ اللہ انہیں ان کے اعمال کا بہترین بدلہ دے نیز اپنے فضل سے کچھ مزید بھی عطا فرمائے، اللہ تعالیٰ جس پاہے بے حساب رزق عطا کرتا ہے۔ [النور: 37-38]

- حلال روزی کا نامے، خود اور اپنے زیر کفالت لوگوں کو حرام مت کھلائے، فرمان باری تعالیٰ ہے:

(بِيَأْنَهَا اللَّهُ إِنَّمَا تَنْهَا مَنْ كُنْتُمْ يَنْهَا طَلِيلٌ).

ترجمہ: اے ایمان والو! تم اپنے اموال آپس میں باطل طریقے سے مت کھاؤ۔ [النساء: 29]

- مشکوک لین دین سے بالکل احتراز کریں، جیسے کہ حدیث مبارکہ میں ہے: (جو مشکوک چیزوں سے مبتا ہے وہ اپنی دینداری اور عزت دونوں بچالیتا ہے، اور جو مشکوک چیزوں میں ملوث ہو تو وہ حرام میں بھی ملوث ہو جاتا ہے۔) اس حدیث کو امام بخاری: (52) اور مسلم: (1599) نے روایت کیا ہے۔

- تقوی، دوسروں کے ساتھ بھلانی اور سچانی کا دامن ہر وقت تھامے رکھے، چنانچہ سیدنا حکیم بن حرام رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (خیریاری کرنے والے دونوں فریق جب تک جدال ہو جائیں صاحب اختیار ہوتے ہیں، چنانچہ اگر دونوں بیچ بولیں، ہر چیز واضح کریں تو ان دونوں کے لین دین میں برکت ڈال دی جاتی ہے، اور اگر خاتم چھپائیں اور جھوٹ بولیں تو ان کے لین دین میں سے برکت مٹا دی جاتی ہے۔) اس حدیث کو امام بخاری: (1973) اور مسلم: (1532) نے روایت کیا ہے۔

اسیے ہی اسماعیل بن عبید بن رفاعة اپنے والد اور وہ رفاعة سے بیان کرتے ہیں کہ: "ایک بار وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ عید گاہ کے میدان میں گئے تو وہاں دیکھا لوگ خرید فروخت کر رہے ہیں، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (اے تاجر ہوں کی جماعت!) اس پر تمام تاجر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات سننے کے لیے متوجہ ہو گئے اور اپنی گرد نیں اور نگاہیں اٹھا کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دیکھنے لگے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (تاجر قیامت کے دن فاجر ہوں کی حالت میں اٹھائے جائیں گے، ماسوائے ان تاجر ہوں کے جہنوں نے تقوی، دوسروں کے ساتھ بھلانی اور سچانی اپنائی۔)" اس حدیث کو ترمذی (1210) اور ابن ماجہ (2146) نے روایت کیا ہے اور اباعلیٰ رحمہ اللہ نے اسے "صحیح الترغیب" (1785) میں صحیح قرار دیا ہے۔

- صدقہ خیرات کرتا رہے، چنانچہ سیدنا نقیش بن ابو عزہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (اے تاجر ہوں کی جماعت! خرید فروخت اور لین دین میں بہت سی بے جا باتیں ہوتی ہیں اور قسمیں بھی کھانی جاتی ہیں، تو ان میں صدقہ ملادیا کرو۔) اس حدیث کو ترمذی: (1208)، ابو داود: (3326)، نسائی: (3797)، اور ابن ماجہ: (2145) نے روایت کیا ہے اور اباعلیٰ رحمہ اللہ نے اسے صحیح ابو داود میں صحیح قرار دیا ہے۔

- فیاضی اور آسانی کے ساتھ معاملات کرے: چنانچہ سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (اللہ تعالیٰ ایسے شخص پر رحم فرمائے جو بیچتے، خریدتے اور قرض کی وصولی کرتے وقت فیاضی اور زمی سے کام لیتا ہے۔)

- تنگ دست کو مزید مہلت دیں اور ہو سکے تو قرض معاف کر دیں، چنانچہ ابوالیسر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (جو شخص کسی تنگ دست کو مہلت دے، یا اسے معاف ہی کر دے تو اللہ تعالیٰ اسے اپنے سائے تکے سایہ نصیب فرمائے گا۔) مسلم: (3006)

- حرام لین دین اور ایسی تمام بڑی باتوں سے دور رہے جو کسی بھی مسلمان کو زیب نہیں دیتیں، چاہے کوئی تاجر ہو یا نہ ہو، مثلاً: سودی لین دین کرنا، دھوکے پر مشتمل بیع کرنا، ادھار منگا فروخت کر کر کے اسی کو نقد سٹا خرید لینا، حرام چیزوں کی تجارت کرنا، ملاوٹ کرنا، جھوٹ بولنا، اور دھوکا دہی وغیرہ۔

- اسی طرح مسلمان تاجر کو چاہیے کہ اچھے اخلاق کا مرقب بن کر رہے، مثلاً: اگر کوئی شخص خریدی ہوئی چیزوں اپس کرنا چاہتا ہے تو اس سے چیزوں اپس لے لیں، محتاج شخص کی مدد کریں، اپنے تاجر بھائی کے لیے بھی وہی پسند کریں جو اپنے لیے پسند کرتا ہے، اپنے تاجر بھائیوں اور مسلمانوں کے لیے دعا کرے کہ اللہ تعالیٰ سب کو اپنی طرف سے حلال اتنا دے کہ اللہ تعالیٰ کی حرام کر دے چیزوں کی ضرورت نہ رہے، اور اللہ تعالیٰ سب کو اپنے فضل سے اتنا عطا کرے کہ کسی اور کسی طرف ان کی توجہ ہی نہ جائے۔

مسلمان تاجر کو چاہیے کہ اللہ تعالیٰ پر توکل کرے، اپنے دل کو صرف اللہ تعالیٰ کے ساتھ جوڑے رکھے وہی تو مسبب الاباب ہے اور ساری خلقت کو رزق دینے والا ہے۔

تاجر شخص کو طمع، لائچ، بغلی، بخوبی، ماپ تول میں کمی، اور ناجائز خیرہ اندوزی سمیت دیگر تمام مذموم حرکتوں سے دور رہنا چاہیے، اور دوسرا طرف کو شش کرے کہ تمام اچھی خوبیوں کا مالک بنے کہ ہمیشہ بیچ بولے، اچھے طریقے سے لین دین کرے، لوگوں کی ہمیشہ خیر خواہی چاہیے، اور جو دو سخا سے کام لے۔

اس بارے میں مزید کے لیے آپ سوال نمبر: (128891) اور (131590) کا جواب ملاحظہ کریں۔

دوم:

تاجر برادری کی جا سو سی کرنا، تجارتی حریفوں کو نقصان پہنچانے کی کوشش اور ارادہ کرنا، اور یہ کہنا کہ تجارت میں ترس نامی کوئی چیز نہیں ہوتی: یہ سب باتیں حرام ہیں، مسلمان تاجر میں ایسی کوئی چیز نہیں ہوئی چاہیے، کیونکہ جا سو سی کرنا تو شریعت میں ویسے ہی حرام ہے، پھر مسلمان کو نقصان پہنچانے کا ارادہ کرنا بھی حرام کام ہے، مسلمان کو تو چاہیے کہ اپنے بھائی کے لیے بھی وہی کچھ پسند کرے جو اپنے لیے پسند کرتا ہے، اور اپنے لیے جو پسند نہیں کرتا وہی اپنے بھائی کے لیے بھی پسند نہ کرے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح ثابت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (نہ اپنے آپ کو نقصان پہنچاؤ اور نہ ہی ایک دوسرے کو باہمی نقصان پہنچاؤ۔) اس حدیث کو ابن ماجہ رحمہ اللہ (2340) نے روایت کیا ہے اور ابی ان رحمہ اللہ نے اسے "صحیح ابن ماجہ" میں صحیح قرار دیا ہے۔

علامہ شوکانی رحمہ اللہ کستہ میں:

"اس حدیث میں واضح ہے کہ کسی دوسرے کو کسی بھی انداز سے نقصان پہنچانا حرام ہے، چاہے وہ کسی بھی انداز سے ہو، اس لیے کسی بھی شکل میں نقصان پہنچانا جائز نہیں ہے، ہاں کسی ایسی دلیل کے بعد جائز ہو سکتا ہے جو اس عموم کی تخصیص کر دے۔" ختم شد  
(نیل الادوار" (311/5)

صحیح بخاری: (13)، مسلم (45)، اور نسائی: (5017)- حدیث کے الفاظ انسی کے ہیں۔ میں سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! تم میں سے کوئی اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک اپنے بھائی کے لیے وہی بھلانی پسند نہ کرے جو اپنے لیے پسند کرتا ہے۔)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کستہ میں:

"علامہ کرمانی نے یہ بھی کہا ہے کہ: یہ بھی ایمان کا حصہ ہے کہ انسان اپنے بھائی کے لیے بھی نقصان اسی طرح پسند نہ کرے جس طرح اپنا نقصان ناپسند رکھتا ہے۔" ختم شد

اسی طرح مسلمانوں کے بارے میں بد ظنی بھی جائز نہیں ہے، اس لیے کسی مسلمان تاجر کو یہ نہیں کہنا چاہیے کہ: اگر آج میں نے اس کے ساتھ یہ نہ کیا تو گل یہ میرے ساتھ ضرور کرے گا۔

بلکہ مسلمان کے بارے میں بد ظنی کی بجائے، اچھا گمان رکھے، اور اگر کوئی بد ظنی کرے بھی تو برافی کا بدله برافی سے نہ دے، بلکہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا اخلاق اپناتے ہوئے معاف کر دے اور درگزر سے کام لے۔

تاجروں کے درمیان مقابله با عزت انداز میں ہونا چاہیے جس کی بنیاد صداقت، اخوت اور محبت پر ہوتی ہے، دلوں میں ایک دوسرے کے خلاف بدگمانی نہ ہو، ظلم نہ پایا جائے، لوگوں کا مال باطل طریق سے ہٹرپ مٹ کریں، لائچ، بخیلی اور طمع سے دور رہیں، مارکیٹ میں چیزوں کی طلب اور رسید نظر رکھیں اور ناجائز ذخیرہ اندوزی نہ کریں، اور کسی بھی شخص پر ظلم کا شاہراہ نہ آنے دیں۔

سوم:

گاہکوں کے ساتھ ڈیل صداقت پر بھی ہو، اس میں کسی قسم کی ملاوٹ، دھوکا اور ظلم نہیں ہونا چاہیے، آپ نے ذکر کیا کہ میں کچھ لوگوں کو بھائی سے پر اس لیے رکھوں جو گاہکوں کو مجھ سے خریداری کا مشورہ دیں، اور گاہک یہ سمجھیں کہ وہ بھی انی کی طرح گاہک ہیں تو یہ جائز نہیں ہے، کیونکہ یہ دھوکا دہی، جھوٹ اور خائن مسخ کرنے کے زمرے میں آتا ہے، اور یہ تمام چیزیں اللہ تعالیٰ کے دین میں حرام ہیں؛ پھر یہ چیزیں جس تاجر میں پائی جائیں گی اسے سچا اور بھلا تاجر نہیں کہا جا سکتا۔

ہمیں محسوس ہوتا ہے۔ واللہ اعلم۔ کہ یہ بھی ناجائز اور حرام بولی بڑھانے کے زمرے میں آتا ہے۔

جیسے کہ علامہ نووی رحمہ اللہ کہتے ہیں :

”بُخْشٌ : اسے کہتے ہیں کہ بیع کی قیمت بڑھا کر بازار میں صد الگانی جاتے، حالانکہ وہ خود اسے خریدنے کا ارادہ نہ رکھتا ہو بلکہ وہ قیمت صرف اس لیے بڑھا رہا ہے دوسرے لوگ جلدی سے خریداری کر لیں، تو یہ حرام ہے۔“ ختم شد

”ریاض الصالحین“ (174)

تو سوال میں مذکور دکاندار کا عمل بھی مذکورہ حرام عمل سے مختلف نہیں ہے کہ دونوں میں مقصد ایک ہی ہے کہ خریداروں کو جلد از جلد خریداری پر غلط طریقے سے آمادہ کیا جا رہا ہے۔

اس بارے میں مزید کے لیے آپ سوال نمبر : (2150) کا جواب ملاحظہ کریں۔

جکہ مسلمان تاجر تو اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے، اور لوگوں کے ساتھ سچائی پر بہنی معاملات طے کرتا ہے، اس کی کوشش ہوتی ہے کہ مفید اور اچھی چیزیں خریداروں کے لیے پیش کرے، اچھے اخلاق کے ساتھ لوگوں سے پیش آئے، تو یہی وہ چیز ہے جو تاجر کے لیے کاہک کھیچ کرلاتی ہے، اور انسان کو اپنی تجارت میں فائدہ ہوتا ہے، ایسے تاجر کو چا اور امان ندار تاجر کے طور پر مارکیٹ میں پہچانا جاتا ہے، اسی وجہ سے لوگ ہر جگہ سے اسی کی طرف آتے ہیں، اور سب لوگ اس سے محبت کرنے لگتے ہیں، اس کے لیے مقبولیت لکھ دی جاتی ہے کہ اسے : مسلمان، صادق، امین، سچی، باخلاق، حسن تعامل، محبت کرنے والا اور شفقت کرنے والا تاجر سمجھا جانے لگتا ہے۔

چہارم :

یہ آپ پر لازم نہیں ہے کہ آپ گاہکوں کو اپنی مصنوعات کے خام مال کے متعلق بتلائیں، اور اگر کوئی کاہک آپ سے اس کے متعلق پوچھے تو آپ کے پاس دو اختیار ہیں، ان میں سے جو مناسب ہو آپ کریں : آپ اسے سچ، سچ بتلائیں، یا پھر اسے اس سوال کا جواب دینے سے معدتر کر لیں۔ لہذا آپ اسے غلط بیانی نہیں کر سکتے۔

ہم آپ کو درج ذیل کتابوں کا مطالعہ کرنے کی نصیحت کریں گے :

{نہفۃ الاتجرا لاسلام} از اشیخ حسام الدین بن عفان۔

{مالا یعنی الاتجرا جملہ} از ڈاکٹر عبد اللہ مصلح، ڈاکٹر صلاح صاوی۔

{آخلاق اسلام فی الاتجرا} از ڈاکٹر محمود قاسم الشیخ۔

واللہ اعلم